حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان

یہ مضمون حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سیرت طیبہ کے متعلق حضرت عرفانی کبیر نے ۱۹۱۲ء میں کشمیری میگزین رسالہ کے لئے لکھا تھا جس کی اشاعت سلسلہ کے لٹریچر میں نہیں ہوئی۔ اس لئے الحکم کے جوبلی نمبر میں اسے شائع کرتا ہوں۔
(محمود احمد عرفانی)

نام و نسب

مرزا بشیر الدین محمود احمد آپ کا نام ہے۔ اور پنجاب و ہند میں آپ کا خاندان برلاس مغل خاندان کے نام سے مشہور ہے۔ جس کا ذکر سر لیپل گریفن نے پنجاب چیفس میں عزت کے ساتھ کیا ہے۔ یہ خاندان ہمیشہ اپنے اقران و امثال میں اپنی وجاہت و اعزاز ذاتی کے لئے دنیوی طور پر مشہور ہو رہا ہے۔ اور قادیان کا علاقہ جس میں ۸۴ گاؤں شامل تھے۔ آپ کے اجداد کی حکومت کے نیچے تھے سکھ گردی میں اس خاندان پر ابتلا آیا۔ اور آخر یہ حکمران خاندان اپنے حکومت کے ایام ختم کر کے پھر دنیا میں دینی حیثیت سے ممتاز ہوا۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اس عظیم الشان انسان کے فرزند ہیں۔ جو دنیا میں مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے نام سے آیا۔ اور بالآخر وہ مہدی مسیح موعود ہوا۔ چار لاکھ سے زیادہ انسانوں کی جماعت چھوڑ کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وفات پا گیا۔ اور اس وقت لاکھوں انسان اسے مسیح موعود و مہدی و رسل دینی مانتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد کا نام اور کام مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات صدق میں سے ایک نشان ہے۔

تعلیم و تربیت

آپ کی تعلیم و تربیت حضرت مسیح موعود کی نگرانی میں تعلیم قرآن سے شروع ہوئی۔ ختم قرآن پر ایک مختصر سا اشتہار "محمود کی آمین" شائع ہوا۔ ایڈیٹر الحکم (جو ان حالات کا مرتب کنندہ ہے) شروع سے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے حالات کا دیکھنے والا ہے۔ اور یہ بھی خدا کے فضل کی ایک بات ہے۔ کہ اسے یہ ناز اور فخر ہے۔ کہ اس مسیح موعود کے رسمی اساتذہ میں داخل ہونے کا اس کو بجا فخر ہے۔ ۱۸۹۸ء میں قادیان میں تعلیم الاسلام سکول کھلا۔ جس کے سب سے پہلے ہیڈ ماسٹر ہونے کا ایڈیٹر الحکم کو فخر ہے۔ اسی سلسلہ میں خود حضرت مسیح موعود نے آپ کی رسمی تعلیم کا کام میرے سپرد کیا۔ اس اثنا میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کی نکتہ رس۔ غور کن طبیعت کو میں دیکھا کرتا۔ بہت کم بولتے تھے۔ جب بولتے تو منطقی سوالات بہت کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ خود حضرت مسیح موعود بھی آپ کو منطقی کہہ دیا کرتے۔ مدرسہ میں آپ نے انٹرنس تک تعلیم حاصل کی۔ مگر یونیورسٹی کے امتحان میں فیل ہو گئے۔ اور یہ فیل ہونا ہی آپ کے لئے دینی خدمت کا ایک زینہ تھا۔

حصول فن ایڈیٹری

کہتے ہیں شاعر پیدا ہوتے ہیں بنائے نہیں جاتے۔ اس طرح یہ کہنا بھی درست ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد جیسے فطرتی شاعر ہیں ویسے ہی فطرتی ایڈیٹر ہیں۔ انہوں نے کسی سے اس فن کو نہیں سیکھا۔ بلکہ قلم پر حکومت ان کو وراثتاً ملی ہے۔ جس طرح پر خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب آپ کے بڑے بھائی کو ملی ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد بہت ہی چھوٹے تھے۔ کوئی دس گیارہ سال کی عمر ہو گی۔ آپ نے ایک انجمن بنائی۔ اور ایک اشتہار دو شریر لڑکوں کی صحبت سے دوسرے لڑکوں کو اجتناب کرنے کا دیا۔ جو آپ کا پہلا اشتہار ہے۔ اس انجمن کا نام تشحیذ الاذہان رکھا گیا۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم اس کا پہلا سیکرٹری تھا اب وہ انجمن قابل قدر انجمن ہے۔ جس کے ماتحت ایک بڑا کتب خانہ ہے اور ماہوار رسالہ تشحیذ الاذہان جس کے ایڈیٹر کی حیثیت سے آپ کے حالات لکھے جا رہے ہیں۔ سات سال سے شائع ہو رہا ہے۔ اور نہایت کامیابی سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ رسالہ پہلے سہ ماہی تھا۔ اب ماہواری چھپتا ہے۔ اشاعت ایک ہزار سے اوپر بیان کی جاتی ہے۔

مدرسہ سے نکل کر شغل

مدرسہ سے نکل کر آپ نے انجمن تشحیذ الاذہان اور اس کے رسالہ کی طرف پوری توجہ کی۔ اور مدرسہ کی انتظامی کمیٹی کے آپ ممبر مقرر ہوئے۔ چونکہ آپ کی طبیعت رسا واقع ہوئی تھی۔ اس لئے آپ کو شعر گوئی کا بھی شوق ہوا۔ اور ایک مختصر سا مشاعرہ کیا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد وہ بند کر دیا گیا۔ اب بھی آپ ضرورتاً تفنن الادین کے لئے کبھی کبھی نظم لکھتے ہیں۔

اولوالعزمی کے کام

۱۹۰۵ء میں جب آپ کی عمر ۱۶ سال ہی کی تھی۔ ایک ضروری مسئلہ احمدی قوم کے سامنے پیش ہوا۔ اور وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اصلاح کا مسئلہ تھا۔ حضرت مسیح موعود نے چاہا تھا۔ کہ ایسے لوگ مدرسہ تعلیم الاسلام سے نکلنے چاہئیں۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کر کے اشاعت اسلام کا کام کریں۔ اس موقعہ کے لئے مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم کے تمام ممبر باستثنائے حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب مدظلہ العالی و صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب یہ چاہتے تھے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو توڑ کر ایک نیا مدرسہ قائم کر دیا جائے۔ اسی رائے پر گویا کل تعلیم یافتہ نوجوان اور اہل الرائے لوگوں کا اتفاق ہو چکا تھا۔ اس حالت میں اکیلے صاحبزادہ محمود احمد صاحب تھے۔ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی بقا کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اس چھوٹی عمر میں مدرسہ کے قیام و بقا کے لئے جو زبردست اور سلجھی ہوئی رائیں دیں۔ ان کا نتیجہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام ایک کامیاب ہائی سکول کی طرح چل رہا ہے۔ جس کے بورڈنگ ہاؤس پر ۶۰ ہزار کے قریب روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ اور مدرسہ میں ایک لاکھ خرچ ہونے والا ہے۔ گویا یہ بالکل درست ہے۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کا زندہ رکھنے والا مرزا محمود ہے۔ حضرت مسیح موعود کا منشا و ایک دینی شاخ کے اجرا سے ہوا۔ تین سال تک وہ شاخ ادھوری سی چلتی رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پہلے ہی سال اس شاخ کے متعلق اس سے بھی زیادہ زور کے ساتھ بحث شروع ہوئی۔ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے توڑنے کے متعلق ہوئی تھی۔ اور قریب تھا۔ کہ ۱۹۰۸ء کے دسمبر کا اجلاس اس شاخ کو توڑ دیتا۔ جماعت کے کل سرکردہ ممبر ایک طرف تھے صاحبزادہ مرزا محمود دوسری طرف۔ ایڈیٹر الحکم جو مدرسہ تعلیم الاسلام کے توڑنے کے متعلق دوسرے لوگوں کے ساتھ رائے رکھتا تھا اور دینی مدرسہ کا حامی تھا۔ اس وقت اکیلا صاحبزادہ صاحب کا مؤید تھا۔ گویا وہ پہلے وقت بھی مدرسہ دینیہ کا حامی تھا۔ مگر اس وقت وہ لوگ جو پہلے مدرسہ دینیہ کے حامی تھے۔ وہ سب مدرسہ کی ضرورت الگ مدرسہ کی شکل میں نہیں سمجھتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب کو اس وقت سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ اور بالآخر صاحبزادہ صاحب کامیاب ہوئے۔ اور وہ شاخ مدرسہ احمدیہ کے نام سے ایک مستقل اور جداگانہ مدرسہ بن گئی۔ جو اس وقت نہایت عمدہ حالت میں صاحبزادہ صاحب ہی کے انتظام کے نیچے چل رہا ہے۔ اس طرح پر اگر صاحبزادہ صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام کے زندہ رکھنے والے ہیں۔ تو مدرسہ احمدیہ کے جنم داتا بھی وہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا انتقال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب نے اس چھوٹی سی عمر میں صبر اور رضا بالقضا کا جو نمونہ دکھایا۔ وہ میرے مکرم بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کے الفاظ میں یوں ہے۔ "اس طرح صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنا پورا صبر و استقلال کا نمونہ دکھایا۔ اور ہر طرف سے سوائے حی و قیوم کے الفاظ کے اور کوئی آواز نہ آتی تھی" اس عمر میں جو عظیم الشان بار آپ کے نازک کندھوں پر پڑا۔ اُسے خدا کے فضل سے پوری ہمت سے برداشت کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت نہایت صدق دل اور وفاداری سے کی اور اب تک ایک سچے خادم کی طرح اس عہد پر قائم ہیں۔

خلافت کے متعلق ایک نزاع اور اس میں صاحبزادہ صاحب کی اولوالعزمی

۱۹۱۰ء کے اوائل میں خلیفہ اور انجمن کے تعلقات پر ایک بحث جماعت میں پیدا ہو گئی۔ اس موقعہ پر صدر انجمن کے بعض عہدہ دار اور ان کی اتباع سے دوسرے لوگ خلیفۃ المسیح کی پوزیشن ایک ممبر مجلس سے زیادہ نہ سمجھتے تھے۔ اور ایک جماعت خلیفۃ المسیح کو خلافت راشدہ کا مظہر اور قدرت ثانی کا مظہر اوّل یقین کرتی تھی۔ یہ ۔۔۔ خصوصیت سے صاحبزادہ صاحب کے امتحان کا وقت تھا مگر صاحبزادہ صاحب نے نہایت اخلاص اور وفاداری کے ساتھ اپنے مقام کو نہ چھوڑا۔ اپنے طرز عمل سے دکھا دیا۔ کہ قوم کے شیرازہ کا دھاگا صرف خلیفہ ہی ہے۔ اور یہی ایک پاک وجود ہے۔ جو ہمیشہ اسلام کی شیرازہ بندی کا موجب رہا ہے۔ مسلمان جب تک امام کے ساتھ وہی تعلق نہ رکھیں گے جو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے رکھتے ہیں۔ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہماری جماعت میں سب سے بڑی شخصیت جو سلسلہ کے احیا کا موجب ہے وہ خلیفہ ہے۔ یہ جھگڑا قریب تھا اور رنگ اختیار کرے۔ مگر خلافت کی قوت خداداد نے خوف کو امن سے بدل دیا۔ اس میں صاحبزادہ صاحب کا نمونہ قابل تقلید تھا۔

صاحبزادہ صاحب بہ حیثیت ممبر مجلس صدر انجمن

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح اب حضرت مسیح موعود کے نائب اور قائم مقام ہیں اس لئے حضرت امیر المومنین کے حکم سے آپ صدر انجمن کے ممبر مجلس ہیں۔ اور اب تک اسی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

تکمیل تعلیم

حضرت مسیح موعود کے بعد آپ کی تکمیل تعلیم حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھوں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے آپ کو علوم عربیہ اور دینیہ کے تمام شعبوں کی پوری تعلیم دی۔ اور اس دینی تعلیم کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب کو امام مقرر کرا دیا۔ اب حضرت صاحبزادہ صاحب روزانہ نمازوں اور جمعہ اور عیدین کے بھی امام ہیں۔ شاذ حالتوں میں خود حضرت خلیفۃ المسیح نماز جمعہ کی پڑھاتے ہیں۔ ورنہ تمام نمازوں کے امام وہی مقرر ہیں۔ اور نکاح کے خطبے بھی وہی پڑھتے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب عربی زبان میں اب ایسی مہارت رکھتے ہیں۔ کہ اس کے لکھنے اور بولنے پر خدا کے فضل سے قدرت رکھتے ہیں۔ اسی طرح ذاتی مطالعہ سے آپ نے انگریزی زبان میں مہارت پیدا کر لی ہے۔ اور انگریزی میں مضامین لکھنے پر قدرت رکھتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا ایک اور قومی مقابلہ

مدرسہ تعلیم الاسلام اور احمدیہ اور خلافت کے سوالوں کے بعد ایک اور سوال قوم میں پیدا ہو گیا۔ جو تبلیغ سلسلہ اور غیر احمدی لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود کے انکار کا سوال تھا۔ اس سوال کے لئے بھی حضرت صاحبزادہ صاحب کو بڑی اولوالعزمی سے کام لینا پڑا۔ چنانچہ ۱۹۱۰ء کے سالانہ اجلاس پر حضرت صاحبزادہ

صاحب نے جو تقریر کی - اس میں جماعت کو اس مرکز پر جمع کر دیا - کہ سلسلہ کی خصوصیات کی تبلیغ کے بدوں سلسلہ کی ترقی محال ہے - ایسا ہی آپ نے وہ زبردست مضمون لکھ کر ہندوستان و پنجاب میں تہلکہ ڈال دیا کہ مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے - غیر احمدی لوگوں نے اس پر ایک طوفان بپا کر دیا کہ مسیح موعود کی نبوت و مہدیت کے انکار پر ہمیں اسلام کا منکر قرار دیا جاتا ہے - مگر صاحبزادہ صاحب نے وہ مضمون احمدی اصولوں کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح کی اصلاح سے شائع کر کے احمدی قوم کو زندہ کر دیا

صاحبزادہ صاحب کی مختلف انجمنیں

چونکہ صاحبزادہ صاحب نے عملی رنگ میں اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی ہے - اس لئے مختلف اوقات میں آپ قوم میں مبلغین اسلام پیدا کرنے کی فکر میں رہتے ہیں - اور ایسے مبلغین جو کہ مختلف ممالک میں بھیجے جانے چاہئیں - اس لئے مختلف زبانوں میں تحریر و تقریر کا سلسلہ اور مذاق پیدا کرنے کی فکر آپ کو لاحق رہی ہے - اردو زبان میں تحریر و تقریر کے لئے انجمن تشحیذ الاذہان قائم کی عربی زبان میں ایک مجلس مکالمہ کی اور ایسا ہی انگریزی زبان میں نوجوانوں میں مذاق پیدا کرنے کے لئے احمدی ارشاد قائم کی - جو اپنا اپنا کام کر رہی ہیں - جماعت میں اخوت اور محبت پیدا کرنے کے لئے اور تبلیغ سلسلہ کے لئے ایک انجمن انصار اللہ قائم کی ہے - اور یہ سب انجمنیں اپنے اپنے رنگ میں کام کر رہی ہیں - اللّٰھم زد فزد

صاحبزادہ صاحب اور گورنمنٹ انگلشیہ

صاحبزادہ صاحب چونکہ فطرتاً گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری کی روح رکھتے ہیں - جو احمدی سلسلہ کی خصوصیت ہے - اس لئے گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق مناسب موقعہ خدمت سے آپ نے کبھی تامل نہیں فرمایا - ۱۹۰۸ء میں جب ایجی ٹیشن ہو رہی تھی - اور بائیکاٹ کی ایک لہر ملک میں چل رہی تھی - صاحبزادہ صاحب نے قادیان میں ایک خاص جلسہ کر کے ایک پُرجوش لیکچر دیا - اور احمدی جماعت کو اسی صراط مستقیم پر چلنے کی تلقین کی - جو آپ کے واجب الاحترام بزرگوں نے مسلمانوں کو سمجھائی ہے - اور تمام پولیٹیکل شورشوں سے علیحدہ رہنے کا مشورہ دیا - اور اسی طرح ابھی لاہور کی کسی انجمن میں تلوار و قلم کے مناظرہ کو دیکھ کر مدرسہ احمدیہ کے طلباء میں اسی مضمون پر مناظرہ کرا کے ثابت کیا کہ قلم کی ضرورت ہے - غرض ہر موقعہ پر خود اس پہلو کو مدنظر رکھتے ہیں -

اب صاحبزادہ صاحب مدرسہ احمدیہ کے ناظم - صدر انجمن کے ممبر - مجلس لنگر خانہ کے مہتمم اور تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرتے ہیں - شاید آپ کے حالات زندگی کا مختصر خاکہ نامکمل رہ جائے - اگر میں یہ بیان نہ کروں کہ یہ تمام کام آپ آنریری طور پر کر رہے ہیں - بلکہ مدرسہ احمدیہ کے ایک مدرس بھی ہیں - مدرسہ احمدیہ کی بہتری کے لئے ابھی اپریل گذشتہ میں آپ نے اپنے خرچ پر ایک لمبا سفر کیا ہے - جس میں ہندوستان کی مشہور اسلامی درسگاہوں کے طریقہ تعلیم اور طریقہ اقامت طلباء کا معائنہ کیا ہے اور ابھی اس سلسلہ میں ایک اور لمبا سفر آپ کے زیر نظر ہے[1] -

[1] چنانچہ آپ ستمبر کے آخری ہفتہ میں مکہ معظمہ - مدینہ منورہ - بیت المقدس اور مصر کے سفر پر روانہ ہو گئے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ پر اُمید

گو بحرِ گناہ میں بے بس ہو کر　　پیہم غوطے کھاتے جاؤ
دل مت چھوڑو پیارو اپنا　　ہر لہروں میں اٹھاتے جاؤ
جس ذات سے پالا پڑتا ہے　　وہ دل کو دیکھنے والی ہے
مایوس نہ ہو تم جیتا دیکھ یہ
اتنی اُمید بڑھاتے جاؤ

(امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

نورِ احمدیت

(محترم مخدوم جناب نواب اکبر یار جنگ بہادر ریٹائرڈ جج ہائی کورٹ حیدر آباد دکن کی قلم سے)

احمدیت کے نور کا ظہور ان نعمائے الٰہی میں سے ہے - جن سے دنیا اپنے پچھلے دور میں برابر مستفید ہوتی رہی ہے - اور جس طرح ان نعمائے الٰہی سے انکار و جمود پچھلے زمانوں میں ہوتا رہا ہے اسی طرح اس تازہ نعمت ہائے الٰہی کے ظہور میں آنے کے بعد وہی ضد اور وہی انکار اپنے پورے عواقب اور نتائج کے ساتھ آج بھی موجود ہے ومن یبدل نعمۃ اللہ من بعد ما جاءتہ فان اللہ شدید العقاب ۰

نعمائے الٰہی کی شناخت، امتیاز اور احساس کا مادہ آجکل اس مادی دنیا سے اگر کلیتاً مفقود نہیں ہوا ہے - تو زیادہ سے زیادہ درجہ تک مضمحل، مطرود اور متروک ضرور ہو گیا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی دینی عقول ویسے ہی سخیف اور تاریک ہو گئی ہیں - جیسے کسی پچھلے زمانہ میں تھیں جبکہ کہا گیا تھا ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملٰئکۃ وقضی الامر والی اللہ ترجع الامور - جب ہی تو اس زمانہ کے مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے اس طرح منتظر ہیں کہ گویا وہ دن دھاڑے فرشتوں کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ساری دنیا کی آنکھوں کے سامنے منارۂ شرقی مسجد دمشق پر نزول اجلال فرمائیں گے - بہت اچھا یہ بھی سہی، لیکن جس کے بینے کی پھوٹی ہو - اس کو کیا دکھایا جائے اور اس کو کیا نظر آئے ؎

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

میرے لئے موقع نہیں ہے کہ اس اجمال کی تفصیل اور تمہید کی تشریح اس مختصر نوٹ میں کر سکوں جو نہایت عجلت اور عدیم الفرصتی کی حالت میں عزیزی محمود عرفانی کے اصرار پر لکھا جا رہا ہے - اور صحیح تو یہ ہے کہ اگر میں چاہوں تو ان نعمائے الٰہی کا نام بھی گنا سکتا ہوں جو احمدیت کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل میں اس اندھی دنیا قدری دنیا کو عطا کئے گئے ہیں - اس کی تفصیل کے لئے بڑی بڑی ضخیم مجلدات و اسفار بھی کافی نہ ہوں گے - جو صرف علمائے جماعت ہی کی ہمت کے منتظر ہیں - لیکن بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ - چند عنوان ہائے نعمت کا ذکر کر دیتا ہوں جو احمدیت کی بدولت ہم کو نصیب ہوئے ہیں - نور قلب - نور بصیرت - اور فہم قرآن - وہ خاص نعمائے الٰہی ہیں - جن کو ان نعمائے عظمیٰ کا گل سر سبد سمجھنا چاہیئے - جو احمدیت کے ذریعہ دنیا کو عطا فرمائے گئے ہیں -

نور قلب وہ نعمت الٰہی ہے جس کی نسبت حدیث شریف میں آتا ہے کہ:-

لیس الایمان بالتمنی ولا بالتحلی الا ما وقر فی القلب

احمدیت کا یہ پہلا ثمر شیریں ہے - سبحان اللہ کیا شجرہ طیبہ ہے اور کیا اس کا پھل انظروا الی ثمرہ اذا اثمر وینعہ جو کامل طور پر بالیدہ اور پختہ ہو جانے کے بعد اس تقویٰ اللہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے - جس کی نسبت ارشاد الٰہی ہے کہ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اور اس طرح ایک امی احمدی پر مدینۃ العلم کا دروازہ کھل جاتا ہے - جس میں داخل ہو کر وہ قل انا ومن اتبعنی علی بصیرۃ من العلم کے ٹھنڈے سایہ میں بیٹھ کر مطمئن قلب کے ساتھ اپنے مخاصمین سے مخاطب ہو کر نعرہ لگاتا ہے کہ ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا - گو یہ نعرہ محض خلوص اور مخلوق کی ہمدردی کی نیت و ارادے کے ساتھ ہوتا ہے کہ جس نعمت سے ہم مستفید ہو رہے ہیں اس سے اوروں کو بھی تو متمتع کیا جائے - تاکہ وہ اس سخت ترین مصیبت کے دن سے محفوظ ہو جائیں جبکہ ان افیضوا علینا من الماء کی حسرت ناک و فقیرانہ صدا لگانے پر مجبور رہ جائیں گے - تاہم اس نعرہ لگاتے وقت بھی یہ خدا کے بندے ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر کی دعا سے غافل نہیں رہتے ہیں اور اس کی برکت سے محسوس کرتے ہیں کہ وہ نور بھی جس کی نسبت ارشاد الٰہی ہے کہ نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم ان کے ساتھ ہے - اور یہ نور بصیرت بالآخر ان کو اس نعمت عظمیٰ تک پہنچا دیتا ہے - جس کو فہم قرآنی کہتے ہیں - اور اس سے بڑی کوئی نعمت ایک مسلمان کے لئے نہیں ہو سکتی - اگر فضل الٰہی شامل حال ہو اور فہم قرآنی کے بعد اس پر عمل کی توفیق بھی مل جائے - جو انتہائے معراج کمال ہر مسلمان کے لئے ہے - نور علیٰ نور -

فہم قرآنی کی ایک چھوٹی سی مثال ایک بہت ہی مختصر سی آیت کی اس عملی تفسیر سے مل سکتی ہے - جو جماعت احمدیہ میں رائج ہے - قرآن کریم میں حکم ہے حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ اس صلوٰۃ الوسطیٰ کے معنی حل کرنے کے لئے مفسرین نے بعض روایات کا بھی ذکر کیا ہے اور اس بنا پر اکثر مفسرین نے نماز عصر ہی کو صلوٰۃ الوسطیٰ قرار دیا ہے - اور بعض نے ظہر کو بھی - اور بعض نے دوسری نمازوں کو بھی صلوٰۃ الوسطیٰ قرار دیا ہے - یہ سب تاویلیں اور تفسیریں صحیح ہیں - لیکن وسطیٰ کا جو مفہوم ایک امی احمدی کے دماغ میں آتا ہے - اور جس پر وہ عمل کرتا ہے - وہ بلحاظ اپنی لطافت کے ایک مومن کے صدر میں انشراح اور قلب میں فرح پیدا کر دیتا ہے - اور غالب تعداد احمدیوں کی اس پر عامل ہے - وسطیٰ کے معنی از روئے لغت بھی من کل شیء اعدلہ ای مصون عن الافراط والتفریط مقرر ہیں - کلام الٰہی وکذلک جعلناکم امۃ وسطا سے بھی یہی مفہوم پیدا ہوتا ہے اور مشہور مقولہ بھی یہی ہے - کہ خیر الامور اوسطھا - مشہور اہل لغت نے مجمرہ میں (اوسطھم) کے معنی خیرھم تسلیم کئے ہیں - پس صلوٰۃ الوسطیٰ کے معنی اس نماز کے ہوئے جو عمدہ طریق پر تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کی جائے - یعنی بہترین نماز جو افراط و تفریط سے محفوظ ہو - اسلئے آیت کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے مومنین اپنی صلوٰۃ کی حفاظت اور اسکو بہترین طریق پر ادا کر کے کیا کرو - اس معنی کی تائید اس آیت کے آگے الفاظ (وقوموا للہ قانتین) سے بخوبی ہوتی ہے - جس کے معنی ہیں کہ ادب و خشیت الٰہی کے ساتھ جناب الٰہی میں کھڑے ہوا کرو - ادب اور خشیت الٰہی کے ساتھ نماز ادا کرنا ہی صلوٰۃ الوسطیٰ یعنی بہترین نماز ہوتی ہے - اس معنی کے لحاظ سے نہ صرف عصر و ظہر بلکہ ہر ایک وقت کی نماز - نماز وسطیٰ ہی ہو گئی - اس لئے ان معنوں کو پیش نظر رکھ کر ہر ایک روایت کی جو تفسیروں میں بیان کی گئی ہے - اچھی تاویل و تعبیر بھی ہو سکتی ہے - اور ان میں جو بظاہر اختلاف نظر آتا ہے اس میں باہم توفیق بھی دیجا سکتی ہے - یہ مختصر سی مثال اور چھوٹا سا نمونہ اس نعمت عظمیٰ کا ہے جو احمدیت کے ذریعہ ہم کو حاصل ہوتی ہے - اور جس پر بفضلہ جماعت احمدیہ عامل ہے - اور جس سے اغیار محروم ہیں - اس لئے اس پر جس قدر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا جائے کم ہے -

اس نعمت الٰہی پر نہایت ذوق شوق کے ساتھ دل سے یہ دعا زبان پر آتی ہے -

اللّٰھم اتمم لنا نورنا واغفر لنا
اللّٰھم اتمم لنا نورنا واغفر لنا
اللّٰھم اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر ۰

الحکم کی اشاعت بڑھانا ہر احمدی کا فرض ہے —

خاندان نبوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فضل عمر

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب
ایم۔اے قمر الانبیاء

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب